© rasailojaraid.com

کیا سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ مُتَغَلِّب تھے؟

پروفیسر قاضی محمد طاہر علی الہاشمی

اسلام میں انعقادِ خلافت کے چار طریقے ہیں (۱) بیعت (اہلِ حل وعقد) (۲) استخلاف (۳) شوریٰ (۴) استیلاء حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ اور حضرت حسنؓ کی خلافت پہلے تین طریقوں کے ذریعے منعقد ہوئی جبکہ حضرت معاویہؓ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ بطریقِ استیلاء وتغلّب (یعنی جبراً وقاہراً) مسلط ہوئے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ: ''چوتھا طریقہ (انعقاد خلافت کا) استیلاء ہے اس کی صورت یہ ہے کہ جب خلیفہ کی وفات ہوجائے اور کوئی شخص بغیر (اہلِ حل وعقد کے) بیعت کیے ہوئے اور بغیر (سابق خلیفہ کے) استخلاف کے، خلافت کو لے لے اور سب لوگوں کو تالیف قلوب یا جنگ وجبر سے اپنے ساتھ کرلے تو (یہ شخص) خلیفہ ہوجائے گا اور اس کا جو فرمان شریعت کے موافق ہوگا، اس کی بجا آوری سب لوگوں پر لازم ہوگی۔ اور اس چوتھے طریقے کی دو قسمیں ہیں۔ ایک قسم یہ ہے کہ استیلاء کرنے والا (خلافت کی) شرطوں کو جامع ہو اور بغیر ارتکاب کسی ناجائز امر کے (صرف) صلح اور تدبیر سے مخالفوں کو (مزاحمت سے) باز رکھے۔ یہ قسم عند الضرورت جائز ہے۔ حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ کی خلافت کا انعقاد حضرت علی المرتضیٰؓ کی وفات کے بعد اور حضرت امام حسنؓ کے صلح کر لینے کے بعد اسی طرح ہوا تھا''۔

(ازالۃ الخفاء، جلد اوّل ص ۲۴، ۲۵)

بانی جماعت اسلامی سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ صاحب لکھتے ہیں کہ:

''درحقیقت چاروں خلفاء اس معاملہ میں بالکل یکساں تھے کہ ان کی خلافت دی ہوئی خلافت تھی نہ کہ لی ہوئی خلافت۔ ملوکیت کا آغاز اسی قاعدے کی تبدیلی سے ہوا۔ حضرت معاویہؓ کی خلافت اس نوعیت کی خلافت نہ تھی کہ مسلمانوں کے بنانے سے وہ خلیفہ بنے ہوں اور اگر مسلمان ایسا کرنے پر راضی نہ ہوتے تو وہ نہ بنتے۔ وہ بہرحال خلیفہ ہونا چاہتے تھے انہوں نے لڑ کر خلافت حاصل کی، مسلمانوں کے راضی ہونے پر ان کی خلافت کا انحصار نہ تھا، لوگوں نے انہیں خلیفہ نہیں بنایا وہ خود اپنے زور سے خلیفہ بنے اور جب وہ خلیفہ بن گئے تو لوگوں کے لیے بیعت کے سوا کوئی چارہ کار نہ تھا۔ اس وقت ان سے اگر بیعت نہ کی جاتی تو اس کا نتیجہ یہ نہ ہوتا کہ وہ اپنے حاصل کردہ منصب سے ہٹ جاتے بلکہ اس کے معنی خون ریزی وبدنظمی کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تھے جسے امن اور نظم پر ترجیح نہیں دی جاسکتی تھی۔ اس لیے امام حسنؓ کی دست برداری کے بعد تمام صحابہ و تابعین اور صلحائے امت نے ان کی بیعت پر اتفاق کیا اور اس کو ''عام الجماعت'' اس بناء پر قرار دیا کہ کم از کم باہمی خانہ جنگی تو ختم ہوئی'' (خلافت وملوکیت ص ۱۵۸، سترہویں اشاعت، جون ۱۹۸۲ء)

دراصل جناب مودودی صاحب اور ان کے ہم خیال حضرات نے یہ نظریہ خوارج سے مستعار لیا ہے چنانچہ مشہور مصری مؤرخ علامہ محمد الخضری لکھتے ہیں کہ:

''(خوارج کے نزدیک) حضرت معاویہؓ نے خلافت پر بزور تسلط حاصل کیا۔ مسلمانوں کی رضامندی کے بغیر اقتدار و غلبہ حاصل کر لینے کے سبب سے امیر معاویہؓ برأت یعنی بے تعلقی اور علیحدگی ظاہر کرتے ہیں۔''

(تاریخ التشریع الاسلامی ص ۱۹۴، ۲۳۷۔ مترجمہ مولانا عبدالسلام ندوی)

سوال یہ ہے کہ حضرت معاویہؓ نے کس کے ساتھ لڑ کر خلافت حاصل کی؟ جنگ صفین میں تو انہوں نے اپنے دفاع میں تلوار اٹھائی۔ پھر اس جنگ کے بارے میں بھی جمہور علمائے کرام کی متفقہ رائے یہ ہے کہ وہ قصاصِ عثمانؓ کے مسئلہ پر لڑی گئی۔ خلیفہ تو وہ حضرت حسنؓ کی دست برداری کے بعد منتخب ہوئے اور وہ بھی بغیر لڑے بھڑے۔ اگر بالفرض ارادہ جنگ ثابت بھی کر دیا جائے تو اس میں بھی دفاعی پہلو ہی سامنے آئے گا کہ حضرت معاویہؓ نے قیس بن سعد کی لشکر کشی کے جواب میں اپنی فوج کو آگے بڑھنے کا حکم دیا تھا۔ اس فوجی نقل و حرکت کی اطلاع جوں ہی لشکر حسنؓ میں پہنچی تو اس میں بھگدڑ مچ گئی اور انھوں نے آپس ہی میں لوٹ مار شروع کر دی۔ حتیٰ کہ اپنے امام اور خلیفہ کو بھی زخمی کر دیا۔ اس رویہ سے بد دِل ہو کر نیز امت کی خیر خواہی کے پیش نظر حضرت حسنؓ نے حضرت معاویہؓ کی طرف سے صلح کی پیش کش کو شرفِ قبولیت بخشتے ہوئے ان کے حق میں بلا کسی جبر و اکراہ اور برضا و رغبت نہ صرف خلافت سے دست برداری اختیار کر لی بلکہ اپنے رفقاء سمیت ان کے ہاتھ پر بیعت بھی کر لی۔ تاریخ کے کسی کونے کھدرے سے یہ بات نہیں دکھائی جاسکتی کہ اس عملِ بیعت اور انتقالِ اقتدار میں کسی ابن الاشتر، کسی حکیم بن جبلہ اور کسی غافقی بن حرب نے کسی کو تلوار کے زور سے بیعت پر مجبور کیا ہو۔

صلح کے لیے حضرت معاویہؓ کی تڑپ، مراسلت، مشاورت، مذاکرات اور بالآخر شرائط تحریر کرنے کے لیے سادہ ومختوم کاغذ فریقِ مخالف کے پاس بھیجنا خود اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ حضرت معاویہؓ نے لڑ کر اور بزور طاقت خلافت ہرگز حاصل نہیں کی۔

یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ تنہا اور کمزور نہیں تھے ان کے ساتھ چالیس ہزار جنگ جوؤں پر مشتمل ایک لشکر جرار تھا۔ ایسے حالات میں ان کے ساتھ لڑ کر خلافت کیوں کر حاصل کی جاسکتی تھی؟ یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے تھے تو اب سوال یہ ہے کہ انہیں کس اتھارٹی نے خلیفہ منتخب کیا تھا؟ کیا مسلمانوں کے تعاون اور رضامندی کے بغیر بھی کسی اسلامی مملکت پر بزور و جبر قبضہ کیا جاسکتا ہے؟

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حقیقت یہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا انتخاب بطریق ''استیلاء'' ہرگز نہیں ہوا بلکہ پوری مملکت اسلامی کے نمائندے اجتماع میں اہلِ حل وعقد اور صحابہ وتابعین کے برضا ورغبت بیعت کر لینے کی وجہ سے عمل میں آیا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کیوں دست بردار ہوئے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کس طرح خلیفہ منتخب ہوئے؟ اسے سمجھنے کے لیے صحیح بخاری کی حسبِ ذیل حدیث ہدیۂ قارئین کی جاتی ہے۔

حضرت حسن بصری روایت کرتے ہیں کہ اللہ کی قسم! حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں پہاڑوں کی طرح کی فوجیں لے کر آئے تھے۔ حضرت عمرو بن عاص نے کہا: ''مجھے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ فوج مخالفین کو شکست دیے بغیر پیٹھ نہ موڑے گی۔''

یہ سن کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا جو اُن دونوں (عمرو بن عاص ومعاویہ) میں بہتر تھا کہ ''اگر اِنہوں نے اُنہیں مارا یا اُنہوں نے اِنہیں مارا تو اس خون ریزی کا ذمہ دار کون ہوگا؟ اور ان کی عورتوں اور بچوں کی کون خبر گیری کرے گا؟''

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے دو قریشی آدمیوں کو جن کا تعلق قبیلہ بنی عبد شمس سے تھا اور جن کا نام عبدالرحمٰن بن سمر رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ تھا بلایا اور ان سے کہا کہ تم جا کر حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے صلح کی بات کرو اور انہیں صلح کی دعوت دو اور وہ جو کہیں مان لو۔

غرض یہ دونوں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور گفتگو کی اور صلح کے طلب گار ہوئے تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: ''ہم عبدالمطلب کی اولاد ہیں ہم نے تو اس مال سے تکلیف ہی اٹھائی ہے لیکن یہ جماعت خون ریزی میں مبتلا ہو چکی ہے (ان کو تو مال دے کر ہی خون ریزی سے روکا جا سکتا ہے ورنہ یہ پھر کوئی فتنہ اٹھائیں گے) تو وہ دونوں کہنے لگے کہ: ''حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کو اتنا مال دینے پر راضی ہیں اور آپ سے صلح چاہتے ہیں جو شرائط آپ چاہیں منظور کر سکتے ہیں۔''

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس بات کی ذمہ داری کون لیتا ہے؟ ان دونوں نے کہا: ہم ذمہ دار ہیں۔ اس کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے جو شرط بھی رکھی، ان دونوں نے کہا ہم اس کے ذمہ دار ہیں۔ الغرض حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی۔

حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ کو منبر پر دیکھا اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ آپ کے پہلو میں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی لوگوں کی طرف اور کبھی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوتے اور فرماتے: میرا یہ بیٹا سردار ہے ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو بڑے جماعتوں میں صلح کرا دے۔ (صحیح بخاری، کتاب الصلح، باب قول النبی للحسن بن علی ابنی ہذا سید...... رقم الحدیث ۲۷۰۴)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت سے دست برداری اور اپنے رفقاء وامرائے لشکر سمیت برضا ورغبت بیعت کر لینے کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ عالم اسلام کے متفقہ خلیفہ ہوگئے۔ اس طرح امت مسلمہ کی باہمی خانہ جنگی اور انتشار کا دور ختم ہو کر امن وسلامتی میں تبدیل ہوگیا، پوری ملت اسلامیہ نے سُکھ اور سکون کا سانس لیا اور اس بات کی خوشی منائی گئی کہ اب اسلامی مملکت کا ہر مسلمان ایک اللہ، ایک رسول، ایک کتاب، ایک قبلہ، ایک دار الخلافہ اور ایک ہی خلیفہ سے وابستہ ہے۔

حافظ ابن عبدالبر اندلسی لکھتے ہیں کہ:

''و اجتمع الناس عليه حين بايع له الحسن بن علي و جماعته ممن معه ...... و ذلک في ربيع الاول او جمادى الأولىٰ سنة احدى و اربعين فيسمى عام الجماعة ...... قال الأوزاعي أدركَتْ خلافةَ معاوية جماعةٌ من اصحابِ رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم لم ينتزعوا يداً من طاعة ولا فارقوا جماعة.'' (الاستیعاب مع الاصابہ، جلد۳، ص۳۹۸ تا۴۰۰)

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما اور ان کی جماعت کے بیعت کرنے کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت پر پوری ملّت اسلامیہ کا اجماع ہوگیا اور یہ واقعہ ربیع الاول یا جمادی الاولی، ۴۱ ہجری کا ہے۔ پس اس سال کا نام ہی ''عام الجماعۃ'' ہوگیا۔ امام اوزاعی نے کہا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ بہت سے صحابہ نے پایا لیکن کسی ایک نے بھی نہ ان کی اطاعت سے ہاتھ کھینچا اور نہ ہی جماعت سے علیحدگی اختیار کی۔

مشہور مؤرخ ابن عساکر لکھتے ہیں کہ:

''و صالح الحسن بن علي معاوية بن ابي سفيان وسلم له الامر و بايعه الناس جميعاً فسمي عام الجماعة'' (تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر، جلد۱۶، ص۷۰۴ تحت ترجمہ معاویہ رضی اللہ عنہ)

اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے ساتھ مصالحت کر لی اور خلافت کا معاملہ انہیں سونپ دیا اور تمام لوگوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی، پس اس سال کا نام ہی عام الجماعۃ رکھ دیا گیا۔

امام ابن کثیر لکھتے ہیں کہ:

'' وسمى هذا العام عام الجماعة لاجتماع الكلمة فيه على امير واحد بعد التفرقة'' (البدایۃ والنہایہ، جلد۸، ص۲۱)

یعنی انتشار کے بعد ایک ہی خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت ہوجانے کے بعد کلمۂ اسلام پر اتفاق کی بنا پر اس سال کا نام ہی عام الجماعۃ رکھ دیا گیا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

موصوف اسی کتاب میں آگے چل کر لکھتے ہیں کہ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ عام الجماعۃ میں مدینہ منورہ تشریف لائے تو ان سے قریش کے لوگوں نے ملاقات کی اور کہا:

”الحمد للہ الذی اعز نصرک واعلیٰ امرک“ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں جس نے آپ کی مدد کی اور آپ کا معاملہ بلند کردیا۔ (حوالہ مذکور، ص ۱۳۲)

حافظ ابن حجر عسقلانی بحوالہ ابن بطال صلحِ حسن رضی اللہ عنہ اور بیعت کا ذکر بایں الفاظ کرتے ہیں کہ:

”سلّم الحسن لمعاویۃ الامر و بایعہ علیٰ اقامۃ کتاب اللہ و سنۃ نبیہ و دخل معاویۃ الکوفۃ وبایعہ الناس فسمیت سنۃ الجماعۃ لاجتماع الناس وانقطاع الحرب و بایع معاویۃ کل من کان معتزلاً للقتال کابن عمرو سعد بن ابی وقاص و محمد بن مسلمۃ“

(فتح الباری، جلد ۱۳ ص ۵۳، تحت قولہ سار الحسن بن علی الی معاویۃ بالکتائب)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کتاب اللہ اور سنت نبوی کے قیام کی شرط پر امرِ خلافت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر کے باقاعدہ بیعت بھی کرلی۔ پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کوفہ میں داخل ہوئے اور عام لوگوں نے ان سے خلافت کی بیعت کی۔ پس باہمی جنگ کے خاتمے اور لوگوں کے ایک خلیفہ پر اتفاق واتحاد کی وجہ سے اس سال کا نام ”سنۃ الجماعۃ“ رکھا گیا۔ نیز حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر (سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں) باہمی قتال کے وقت غیر جانب دار رہنے والوں میں سے بھی ہر ایک نے بیعت کرلی۔ جیسے ابن عمر، سعد بن وقاص اور محمد بن مَسلَمہ رضی اللہ عنہم وغیرہم۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

”وامّا خلافۃ معاویۃ بن ابی سفیان فثابتۃ صحیحۃ بعد موت علیٍ و بعد خُلعِ الحسن بن علی نفسہ عن الخلافۃ و تسلیمہا الیٰ معاویۃ“ (غنیۃ الطالبین، ص ۱۹۱)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت شہادت علی رضی اللہ عنہ کے بعد اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے خلافت سے دستبردار ہوجانے اور اسے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کردینے کی وجہ سے ثابت اور صحیح ہے۔

محدث ابن حجر الہیتمی لکھتے ہیں کہ:

”غور کیجیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو حاکم بننے کی جو بشارت دی اور انہیں احسان کرنے کا حکم دیا۔ یہ حدیث ان کی خلافت کی صحت اور اس کے حق ہونے کو ثابت کرتی ہے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی دست برداری کے بعد وہ اس کے مستحق تھے اور رسول اللہ کا انہیں احسان کا حکم دینا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ان کی امارت وخلافت حق تھی“

ان کے تصرفات بھی حق تھے اور ان کے احکامات بھی خلافت کے صحیح ہونے کی وجہ سے درست تھے۔

لا من حیث التغلّب لان المتغلّب فاسق معاقب لا یستحق ان یبشر ولا أن یؤمر بالاحسان فیما تغلّب علیہ بل انما یستحق الزجر والمقت والاعلام بقبیح افعالہٖ وفساد احوالہ. فلو کان معاویۃ متغلّبا لأشارَ لہٗ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الی ذٰلک او صرّح لہ بہ فلمّا لم یشر لہ فضلاً عن ان یصرّح الاّ بما یدل علی حقیۃ ما ھو علیہ، علمنا انہ بعد نزول الحسن لہ خلیفۃ حق و امام صدق.

یہ نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی تعریف اس لیے فرمائی کہ وہ بزور خلیفہ بن جائیں گے۔ کیونکہ زبردستی خلیفہ بننے والا فاسق اور قابل سزا ہوتا ہے نہ یہ کہ اسے خوش خبری کا حق دار سمجھا جائے اور نہ ہی اس طرح کے شخص کو احسان کا حکم دیا جاتا ہے بلکہ وہ تو زجر اور سزا کا حق دار ہوتا ہے اور برے کاموں اور کرتوتوں کی بناء پر اس کی تشہیر ضروری ہوتی ہے۔ لہٰذا اگر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ زبردستی خلیفہ بنے ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرف ضرور اشارہ فرماتے یا اس کی تصریح فرما دیتے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرف کوئی اشارہ نہ فرمایا چہ جائیکہ کوئی تصریح فرماتے بلکہ اس کے برعکس آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی خلافت کے حق ہونے کی طرف اشارہ فرمادیا۔

اس سے ہمیں معلوم ہوا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے دست بردار ہونے کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہی خلیفہ برحق اور امام صدق تھے۔ (الصواعق المحرقۃ فی الرد علی اہل البدع والزندقۃ، ص ۲۱۹۔ مطبوعہ مکتبہ مجیدیہ ملتان)

اہل تشیع نے بھی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی دست برداری اور بیعت کا اعتراف کیا ہے چنانچہ مشہور شیعہ مؤرخ اور مجتہد محمد بن عمر کشی لکھتا ہے کہ:

حضرت جعفر صادق فرماتے ہیں کہ معاویہؓ نے حضرت حسنؓ کی طرف ایک مکتوب ارسال کیا کہ آپ اور آپ کے بھائی حضرت حسینؓ اور حضرت علیؓ کے دیگر احباب ہمارے ہاں تشریف لائیں تو ان کے ہمراہ قیس بن سعد بن عبادہؓ بھی روانہ ہوئے اور شام پہنچ گئے۔

حضرت معاویہؓ نے انہیں ملاقات کی اجازت دی اور (اس مجلس میں) ان کے لیے کئی خطبا کا بھی انتظام کیا۔
حضرت معاویہؓ نے کہا:

”یَا حَسَنُ قُمْ فَبَایِعْ فَقَامَ فَبَایَعَ ثُمَّ قَالَ لِلْحُسَیْنِ قُمْ فَبَایِعْ فَقَامَ فَبَایَعَ ثُمَّ قَالَ یَا قَیسُ قُمْ فَبَایِعْ فَالْتَفَتَ لِلْحُسَیْنِ یَنْظُرُ مَا یَأْمُرُہٗ فَقَالَ یا قَیْس اِنَّہٗ اِمَامِیُ یَعْنِی الْحَسنُ.

اے حسنؓ اٹھیے اور بیعت کیجیے یہ سن کر حضرت حسنؓ اٹھے اور حضرت معاویہؓ کی بیعت کی۔ پھر یہی بات انہوں نے حضرت حسینؓ سے کہی چنانچہ انہوں نے بھی بیعت کر لی۔ پھر کہا اے قیس! اٹھو اور بیعت کرو تو انہوں نے حضرت حسینؓ کی

© rasailojaraid.com

طرف دیکھا کہ وہ اس بارے میں کیا حکم دیتے ہیں؟ اس پہ حضرت حسینؓ نے فرمایا: اے قیس حضرت حسنؓ میرے قائد ہیں یعنی جب انہوں نے بھی اور میں نے بھی بیعت کرلی تو اب کیسا استفسار؟ (رجال کشی تحت تذکرہ قیس بن سعد، ص۱۰۲)

مشہور شیعہ عالم شیخ ابوجعفر الطّوسی نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ:

''اَلَا وَ اِنّی قَدْ بَایَعْتُ هٰذا وَ اَشارَ بِیَدِہٖ اَلٰی مُعَاوِیة'' حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: خبردار میں نے ان سے بیعت کرلی ہے۔

(امالی، جلد۲، ص۱۸۰، تحت مجلس یازدہم)

اس تفصیل سے بات ثابت ہوگئی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا انتخاب بطریق استیلاء وتغلّب ہرگز نہیں ہوا تھا بلکہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی اور حضرت حسن رضی اللہ عنہم کے طریق ہائے انتخاب کی طرح شوریٰ، استخلاف اور اہل حل وعقد کی طرف سے بیعت کرلینے کی بناء پر ہی ہوا تھا۔

اگر بقول مودودی صاحب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو العیاذ باللہ ''متغلّب'' یعنی جبراً خلافت پر قابض ہونے والا قرار دے دیا جائے تو ایسا شخص فاسق اور قابل سزا ہوتا ہے جب کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت وخلافت اللہ اور اس کے رسول کی پسندیدہ تھی۔ نیز اس سے نہ صرف حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر بلکہ تمام صحابہ وتابعین پر بھی ''فسق'' کا الزام عائد ہوگا جو سراسر قرآن کی تکذیب ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بنصّ قرآنی راشد ہیں اور انہیں منتخب کرنے والے بھی راشد ہیں جب کہ ان راشدین میں ایک خلیفہ راشد حضرت حسن رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں۔ جنہوں نے اپنے شفیق نانا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیش گوئی ''اِنَّ ابۡنِیۡ هٰذَا سَیِّدٌ لَعَلَّ اللّٰهُ اَنۡ یُّصۡلِحَ بِهٖ بَیۡنَ فِئَتَیۡنِ عَظِیۡمَتَیۡنِ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ'' کا مصداق بن کر نہ صرف حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مصالحت کی بلکہ ان کے حق میں خلافت سے دست بردار ہوکر باقاعدہ ان کے ہاتھ پر بیعت بھی کرلی۔